شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ: گلشن اقبال کراچی

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : اللہ تعالیٰ کے ساتھ اشد محبت کی بنیاد
واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وعظ : ١١/ محرم الحرام ١٤٢١ھ مطابق ١٧/ اپریل ٢٠٠٠ء بروز جمعہ
مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ اشاعت : ٥/ جمادی الاولیٰ ١٤٣٦ھ مطابق ٢٥/ فروری ٢٠١٥ء بروز بدھ
زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ٢، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ٢، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

عرضِ مرتب ۵
نفع کامل شیخ سے قوی تعلق پر موقوف ہے ۶
خانقاہوں کا اصلی مقصد ۷
سچے مرشد کی پہچان ۸
احباب کی دلجوئی ۸
غلامئ مرشد کی برکات ۹
جمالِ روحانی کا بیوٹی پارلر ۱۰
درد انگیز دعا ۱۱
فاش کیا ہے آہ نے زخم جگر کو بزم میں ۱۱
مرنے کے بعد ولایت کا ملنا ناممکن ہے ۱۵
دردِ محبت کی ناقدری پر تازیانۂ عبرت ۱۵
مرشد سے اشد محبت کی برکات اور اس کی دلیل ۱۶
طلبِ خلافت گمراہی ہے ۱۷
کہاں تک ضبطِ بے تابی ۱۸
شانِ عاشقانِ خدا ۱۹

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہٗ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

عرضِ مرتب

۱۱ر محرم الحرام ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۷ر اپریل ۲۰۰۰ء بروز دو شنبہ مرشدی و مولائی عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد اختر صاحب مدظلہم العالی کی طبیعت کچھ ناساز تھی اس لیے حضرت والا نے اپنے خلیفۂ اجل حضرت مولانا عبد الحمید صاحب مہتمم دار العلوم آزادول کو جو جنوبی افریقہ سے حضرت والا کی خدمت میں رہنے کے لیے تشریف لائے تھے حکم دیا کہ وہ بیان کریں چناں چہ شیخ کی محبت پر مولانا کا بہت عمدہ بیان ہوا۔ بیان کے اختتام پر قبیل عشاء حضرت والا اچانک اپنے حجرے سے نہایت تیز رفتاری سے مسجد تشریف لائے اور فرمایا اگرچہ میری طبیعت ناساز تھی لیکن قلب میں شدید داعیہ پیدا ہوا اس لیے بہ تقاضائے قلبی آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں
محبت دے کے تڑپایا گیا ہوں
نہیں سمجھا میں سمجھایا گیا ہوں

اور مندرجہ ذیل بیان فرمایا جو اپنے شیخ کی ناقدری کرنے والوں کے لیے تازیانۂ عبرت، تازیانۂ محبت اور ندامت سے اشکبار کرنے والا تھا، اور جس میں ثابت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اشد محبت شیخ کی اشد محبت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

وعظ کا نام ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ اشد محبت کی بُنیاد'' تجویز کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ قیامت تک اُمّت کے لیے نافع اور قیامت تک صدقۂ جاریہ بنائے، آمین۔

مرتب:
یکے از خدام
عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

❁❁❁❁

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اشد محبت کی بنیاد

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

آج مولانا کا بیان ماشاء اللہ ابتدا تا انتہا میں نے اپنے حجرے سے سنا جو میرے قیام کا کمرہ ہے۔ مضمون بہت ضروری ادا ہو رہے تھے۔ میرے شیخ نے بھی میری تقریر سنی۔ نواب قیصر صاحب کے یہاں جہاں حضرت والا قیام فرماتے ہیں اور بعد میں مجھ سے تنہائی میں فرمایا کہ آج تمہارا بیان نہایت ضروری، نہایت مفید اور نہایت اہم تھا۔ وہی میں مولانا کی تقریر کے لیے کہتا ہوں کہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ اللہ تعالیٰ کا احسان و کرم ہے کہ اختر پر، میری اولاد پر اور میرے احباب پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل عظیم ہے کہ انہیں مالک تعالیٰ شانہٗ نے دل بھی دیا، دردِ دل بھی دیا اور زبان ترجمانِ دردِ دل بھی عطا فرمائی۔

نفع کامل شیخ سے قوی تعلق پر موقوف ہے

تو ماشاء اللہ! مضمون نہایت اہم اور نہایت ضروری تھا، اس لیے کہ جب تک شیخ سے تعلق اور محبت شدید نہ ہو فائدہ نہیں ہوتا۔ جیسے کسی دیسی آم کی لنگڑے آم سے قلم میں تھوڑی سی لوز نگ اور ڈھیلا پن ہو تو لنگڑے آم کی خاصیت اس میں نہیں آتی۔ اسی طرح بعض لوگ بظاہر نظر آتے ہیں کہ ساتھ ہیں، ساتھ چلتے ہیں، ساتھ رہتے ہیں، ساتھ کھاتے ہیں مگر حقیقت میں وہ ساتھ نہیں ہیں، بوجہ تعلق کے ڈھیلے پن کے۔ ٹنڈو جام میں سائنس دانوں نے ہم کو بتایا کہ دیسی آم کی شاخ میں اور لنگڑے آم کی شاخ میں جتنا زیادہ قوی اور مضبوط تعلق ہوگا اتنا ہی لنگڑے آم کی سیرت اور صورت اور خوشبو دیسی آم میں منتقل ہو جائے گی۔ لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چوں کہ سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان، اپنا مال، اپنی آبرو، اپنی پوری زندگی فدا کر دی تو اُن کی وفاداری اور ایثار اور قربانی کی برکت سے ان کا ایمان سب سے زیادہ بڑھ گیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان جو منتقل ہوا ہے سب سے زیادہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں منتقل ہوا جس کی وجہ شدّتِ محبّت ہے، شدتِ محبت ہے،

شدتِ محبت ہے۔ ہمارے الٰہ آباد کے بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ؎

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے

آیت وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ[1] پر بہت بڑے عالم بزرگ حضرت شیخ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بھئی! محبت کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اشد ہونی چاہیے، تم شدید پر کیوں قناعت کرتے ہو؟ اگر کسی کو شدید محبت بھی ہے تو اللہ تعالیٰ کی خبر ہے:

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

سب سے بڑا ایمان والا، مومن کامل اور عظیم الشان صدیق وہ ہے جو اس جملۂ خبریہ پر ایمان لاکر اشد محبت حاصل کرلے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ایمان کامل ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت جان سے، مال سے، اہل وعیال سے اور سارے عالَم سے زیادہ ہوجاتی ہے۔ اشد کے معنیٰ کیا ہیں؟ ایک شدید ہے اور ایک اشد ہے یعنی سب سے زیادہ۔ تو اگر دنیا کی محبت شدید بھی ہو تو جائز ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی محبت اشد ہو، کچھ فیصد کچھ پرسنٹ (Percent) اللہ کی محبت زیادہ ہو۔

خانقاہوں کا اصلی مقصد

اسی محبت کو بڑھانے کے لیے، اِسی فیصد کو بڑھانے کے لیے اور شدید کو اشد کرنے کے لیے خانقاہیں بنائی جاتی ہیں ورنہ یہ مطلب تھوڑی ہے کہ جو مسلمان خانقاہ میں نہیں آتے وہ محبت سے محروم ہیں۔ سارے عالَم کے مسلمانوں کے دل میں اگر محبت نہ ہوتی تو اللہ پر ایمان کیوں لاتے؟ کیوں اسلام قبول کرتے؟ کرسچین ہوتے، یہودی ہوتے، ہندو ہوتے، محبت ہی سے تو آج وہ مسلمان ہیں لیکن ان کی شدید محبت کو اشد کرنے کے لیے یہ خانقاہیں بنائی جاتی ہیں۔ اللہ والوں کی صحبت کا حکم اللہ تعالیٰ نے اسی لیے دیا کہ دیکھو اپنی شدید محبت پر قناعت نہ کرنا۔ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ[2] میرے عاشقوں کے ساتھ رہو تاکہ تمہاری شدید محبت کا پیمانہ

[1] البقرۃ:۱۶۵
[2] التوبۃ:۱۱۹

اشد محبت سے لبریز ہو جائے اور تمہارا دل رشکِ شمس الدین تبریز ہو جائے اور تم کو نفس و شیطان سے توفیق جنگِ خوں ریز ہو جائے یعنی اللہ کے راستے میں نفس و شیطان سے جنگِ خوں ریز کی مشق کرنی پڑے تو اس کے لیے بھی تم تیار ہو جاؤ اور دل و جان دینے میں تم ذرا بھی دریغ نہ کرو۔

سچے مرشد کی پہچان

تو دوستو! یہ کہتا ہوں کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت جتنی زیادہ ہوتی ہے اس کو اپنے مرشد سے اتنی ہی محبت ہوتی ہے۔ بشرطیکہ مرشد متبع سنت ہو اور شاہراہِ اولیاء پر ہو۔ میں اس کو خوب بار بار کہتا ہوں کہ بزرگانِ دین اور علماء سے بھی پوچھ لو کہ میرا مرشد شاہراہِ اولیاء پر ہے یا نہیں جس کو دوسرے علماء بھی مانتے ہوں۔ حکیم الاُمت فرماتے ہیں کہ کسی کے ایک کروڑ جاہل مرید ہوں، کوئی سبزی بیچ رہا ہے، کوئی گوشت کاٹ رہا ہے مگر کوئی عالم اس سے مرید نہ ہوتا ہو تو سمجھ لو دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ پس حکیم الامت مجدد زمانہ کا جو تھرمامیٹر ہے اس سے جو ہٹے گا گمراہ ہو جائے گا۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شیخ سے کچھ علمائے دین رجوع نہ ہوں اور سب اَن پڑھ اور جاہل ہوں تو سمجھ لو کہ علم کی روشنی میں علماء نہیں آرہے ہیں اور ضرور کوئی بات ہے۔ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کا اختر شکر ادا کرتا ہے وَلَا فَخْرَ یَا کَرِیْمُ کہ سارے عالم میں اتنی بڑی تعداد میں محدثین، مفسرین اور مفتی حضرات الحمدللہ! اس فقیر سے بیعت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ حکیم الامت کے تھرمامیٹر پر حق تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ اختر صراطِ مستقیم پر ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ!

احباب کی دلجوئی

(احقر جامع عرض کرتا ہے کہ اس مقام پر حضرت والا نے رومال طلب فرمایا تو ایک شخص نے ٹشو پیپر پیش کیا اور احقر نے حضرت والا کا رومال جو احقر کے پاس تھا پیش کیا لیکن حضرت والا نے ان کا ٹشو پیپر استعمال فرمایا اور فرمایا کہ) میاں سن لو! میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک شعر پڑھتے تھے۔ غالباً آج اس مسجد میں پہلی دفعہ یہ شعر پڑھ رہا ہوں، میری اولاد نے بھی نہیں سنا، میرے احباب نے بھی نہیں سنا، میر صاحب جو تیس برس

سے میرے ساتھ ہیں انہوں نے بھی نہیں سنا، پہلی دفعہ پیش کررہا ہوں، ابھی نہ جانے کتنے خزانے اس فقیر کے قلب میں ہیں، آہ! میرے شیخ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

نیست معشوقی ہمیں زلف چلیپا داشتن

زلف چلیپا کہتے ہیں لمبے لمبے بالوں کو۔ فرماتے ہیں کہ معشوقی اس کا نام نہیں ہے کہ پٹے رکھ لو، زلفیں بڑھالو، بڑی بڑی زلفیں رکھنے کا نام مشیخت نہیں ہے۔ شیخ بننا آسان نہیں ہے، صرف بڑی بڑی زلفیں رکھنے سے کام نہیں بنتا بلکہ ؎

درد سر بسیار وارد پاس دلہا داشتن

اپنے احباب کے دلوں کا خیال رکھنا کہ میری ذات سے ان کو تکلیف نہ ہو بڑا مشکل کام ہے، سب کی دلجوئی کرنا اتنا آسان کام نہیں ہے۔ اصلی شیخ وہی ہے جو دلوں کا خیال رکھتا ہے۔ میں نے اپنے بزرگوں سے سیکھا ہے کہ کسی اللہ والے کی دل شکنی نہ ہو، اس کا دل نہ ٹوٹنے پائے۔ اب اس بے چارے نے ٹشو پیپر دیا، کس محبت سے دیا اور مجھے رومال بھی پیش ہوا مگر یہ رومال تو میرا ہی ہے، اگر اپنے رومال کو نہ استعمال کروں تو کوئی شکایت نہیں کرے گا۔ لیکن اگر ٹشو پیپر استعمال نہ کرتا تو اس کا دل دُکھ جاتا کہ میرا ٹشو پیپر قبول نہیں ہوا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ ٹشو پیپر استعمال کروں۔ یہ توفیق ہونا بھی میرے بزرگوں کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔

غلامئ مرشد کی برکات

اور اس پر ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ میں وقت کا پابند نہیں جس کا دل چاہے ابھی فوراً اُٹھ جائے، میں کسی کا غلام نہیں ہوں یہاں تک کہ اپنی اولاد کا اور احباب کا، کسی کمیٹی اور کسی مخلوق کا غلام نہیں ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کی سترہ سال کی غلامی کے صدقے میں سارے عالم کی غلامی سے آزادی بخشی ہے۔ میں کوئی تنخواہ دار نہیں ہوں، جس ملک میں بلایا جاتا ہوں اگر میری صحت ٹھیک ہو تو فوراً جاتا ہوں۔ مجھے کسی سے اجازت لینی نہیں پڑتی، نہ کمیٹی سے، نہ مسجد سے، نہ مدرسے سے۔ اللہ تعالیٰ سے میں نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! اختر کو آزادی عطا فرما۔ بس اپنی محبت کی زنجیر میری گردن میں ڈال دے، باقی ساری زنجیروں سے مجھ کو آزاد فرمادے۔

غیر آں زنجیر زلف دلبرم

اگر میرے محبوب کے زلف کی زنجیر یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کی زنجیر، شریعتِ حق تعالیٰ کی محبت کے آئین اور فرامین کی زنجیر کوئی پیش کرے گا تو میں بڑھ کر اس کا استقبال کروں گا اور لبیک کہوں گا اور اپنی گردن میں ڈال لوں گا ورنہ ؎

گر دو صد زنجیر آری بردرم

اگر دنیا اختر کے قدموں میں دو سو زنجیریں لائے گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ! میں اللہ کی رحمت کے بھروسے پر کہتا ہوں کہ دو سو زنجیریں غیر اللہ کی میں توڑ دوں گا۔

جمالِ روحانی کا بیوٹی پارلر

تو یہ بات کہہ رہا ہوں کہ زندگی کو ضایع مت کرو۔ دیکھ لو! آج ہی واقعہ سن لیا آپ نے، مدرسے کے انجینئر کا کہ اچانک ایکسیڈنٹ ہوا موٹر سائیکل سے اور انہوں نے حفاظتی ٹوپی بھی نہیں پہنی تھی مگر خیر وقت آچکا تھا۔ جب وقت آتا ہے تو ایک سیکنڈ آگے پیچھے نہیں ہوتا۔

لَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَۃً وَّ لَا یَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ﴿۳۴﴾[۳]

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو وقت مقرر ہے اس میں ایک سیکنڈ آگے پیچھے نہیں ہوگا، نہ تقدم ہوگا نہ تاخر ہوگا لہٰذا ہر مسلمان کی عقل کا تقاضا ہے کہ استغفار اور توبہ کرکے پاک وصاف رہے۔ جس بیوی کا شوہر کسی وقت بھی آسکتا ہو اس کو چوبیس گھنٹے صاف ستھرا اور بن سنور کے رہنا پڑے گا کیوں کہ اس نے ٹائم فکس نہیں کیا، کسی وقت بھی وہ نزول کر سکتا ہے، کسی وقت دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے تو چڑیل کی طرح اگر سامنے آئی تو جوتے پڑیں گے۔ یاد رکھو! اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ گناہوں کو چھوڑ دو، استغفار کرلو، توبہ کرلو، اپنی روحانیت کسی روحانی بیوٹی پارلر یعنی خانقاہ میں اس طرح سنوار لو کہ جب بھی موت آئے آپ حسین وجمیل ہوں یعنی شریعت کے لحاظ سے، طریقت کے لحاظ سے، حقیقت کے لحاظ سے حق تعالیٰ کے سامنے نہایت ہی جمال کے ساتھ پیش ہوں کہ حق تعالیٰ ہم کو آپ کو دیکھ کر اپنی

[۳] الاعراف:۳۴

آغوشِ رحمت میں قبول کرلیں۔ جس راستے پر شیطان لے جارہا ہے یاد رکھو! یہ شیطان تمہارے کام نہیں آئے گا، اللہ کے لیے کہتا ہوں۔

دردانگیز دعا

اے خدا! اختر کی آہ میں اثر ڈال دے۔ جس ظالم کا دل پتھر ہوگیا ہو اور میری آہ اس کے قلب پر اثر انداز نہ ہورہی ہو، گناہ کرتے کرتے وہ سیاہ دل ہوچکا ہو اس کے دل میں بھی میری آہ کو مؤثر کردے۔ تیری قدرت سے باہر نہیں ہے، کتنا ہی سخت دل ہو مگر وہ مخلوق ہے، آپ خالق ہیں، آپ کی قدرت میں خالقیت کی شان ہے۔ آپ میری آہ کے اندر تاثیر پیدا کرنے پر قادر ہیں کہ جو دل مایوس ہو اس مایوس قلب میں بھی آپ اپنی امیدوں کے اور رحمت کے، محبت کے، خوشیوں کے چاند اور آخرت کی کامیابیوں کے چاند طلوع فرمادیں اور مایوس کو امیدوار کردیں۔ آپ کے لیے کچھ مشکل نہیں۔ مشکل کی لغت ہمارے ہاں ہے، مخلوق میں ہے، حق تعالیٰ کے ہاں مشکل کی کوئی لغت نہیں ہے۔

اب ایک اور شعر اور سنو! اگر کوئی وقت کی بات کرتا ہے تو مجھ سے تعلق مت رکھو، کسی اور مسجد میں جاؤ، میں نے آپ کو کب بلایا ہے، میں نے آپ کو بلایا نہیں آپ بھیجے جاتے ہیں۔ یہاں کا ہر آدمی یہ شعر پڑھ سکتا ہے ؎

میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں
محبت دے کر تڑپایا گیا ہوں
سمجھتا خاک اسرارِ محبت
نہیں سمجھا میں سمجھایا گیا ہوں

فاش کیا ہے آہ نے زخم جگر کو بزم میں

جہاں جی چاہے جاؤ لیکن یہ داستان دردِ دل کی ان شاء اللہ خال خال ہی شاید پاؤ گے، مشکل ہی سے پاؤ گے، ہمارے بزرگوں کی ہم پر دُعائیں اور ان کی نگاہیں ہیں۔ میر اکتابی علم کم

ہے مگر قطب بنی، اللہ والوں کی زیارت اختر کو بالغ ہوتے ہی عطا فرمائی۔ میں بالغ ہی ہوا ہوں اللہ والوں کی گود میں۔ پندرہ سال کا جب ہوا تو مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں تین برس تک رہا۔

(احقر جامع عرض کرتا ہے کہ تائب صاحب کا ایک شعر جو اس حقیقت کا ترجمان ہے اور حضرت والا کی شان میں ہے پیش کرتا ہوں ؎

اندھیرے کیا ہیں یہ تائبؔ اسے خبر ہی نہیں
وہ جس نے دیکھے ہیں اُٹھتے ہی آنکھ مل کے چراغ)

میں صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بولتا ہوں، دردِ دل رکھتا ہوں سینے میں، میں کوئی معاوضہ یا تنخواہ نہیں لیتا ہوں۔ الحمدللہ! میں اس وقت اپنی اولاد کو بھی نہیں دیکھتا کہ میری اولاد کہاں ہے؟ اختر کہاں ہے؟ اور سارے عالم کہاں ہے؟ میرے سامنے حق تعالیٰ کی عظمت ہوتی ہے، عرشِ اعظم ہوتا ہے اور میرا مولائے عرشِ اعظم ہوتا ہے۔ کاش کہ اے خدا! میرے احباب کے دلوں میں اس فقیر کی آہ کی قدر دانی ڈال دے۔ مرنے کے بعد تو بہت لوگ قدر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ وَرَوَّحَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ وَخَلَّدَ اللّٰہُ ثَوَابَہٗ وَغَیْرَ ذَالِکَ مگر میں اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں کہ اے خدا! میری ایک آہ کو بھی چھوٹی ہو، بڑی ہو، قلیل ہو، کثیر ہو، اختر کی ایک آہ کو بھی اپنی رحمت سے رائیگاں نہ ہونے دیجیے۔ قیامت تک اس کو قائم و دائم زندہ و پائندہ و تابندہ بنا دیجیے اور تمام عالمی زبانوں میں اس کی نشریات کا غیب سے سامان فرما دیجیے۔ اس کے لیے چھاپہ خانہ مطبع اور پریس بھی عطا فرمائیے، مگر میں اللہ سے کہتا ہوں، اور کس کے سامنے روئیں، بھینس کے سامنے روؤ دیدہ کھوؤ، اللہ ہی سنتا ہے۔ میرے درد کو کوئی اور سمجھ نہیں سکتا۔ جیسا کہ مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ؎

ایک بلبل ہے ہماری رازداں
ہر کسی سے کب کھلا کرتے ہیں ہم
شاعری مدِ نظر ہم کو نہیں
وارداتِ دل لکھا کرتے ہیں ہم

مولانا رومی نے بھی ہر ایک کو راز نہیں بتایا، حسام الدین ان کے خلیفہ تھے، ان ہی سے اپنا دردِ دل کہا کرتے تھے اور وہی مثنوی نوٹ کرتے تھے۔ جب مثنوی کا جوش ہوتا تھا تب ان ہی کو بلاتے تھے۔ قونیہ میں کتنے لوگ تھے، بڑے بڑے علماء تھے، مگر ان ہی کو بلاتے تھے کہ حسام الدین آؤ ؎

اے حسام الدین ضیائے ذوالجلال
میل می جوشد مرا سوئے مقال

اے حسام الدین! تم اللہ کی روشنی ہو، آؤ! مجھے مثنوی کہنے کا جوش ہو رہا ہے۔ اور فرمایا کہ ؎

مدتے در مثنوی تاخیر شد
مہلتے بائیست تا خوں شیر شد

اے حسام الدین! کچھ دن تک کے لیے میں خاموش ہو گیا تھا جس سے مثنوی میں تاخیر ہو گئی، اور کیوں خاموش تھا؟ اگر بچے ماں کا دودھ مسلسل پیتے رہیں تو کیا ہو گا؟ خون آنے لگے گا، اس لیے کچھ مہلت ملنی چاہیے تا کہ اس کا خون دودھ میں تبدیل ہو جائے۔ اور فرمایا میری خاموشی کی وجہ یہ ہے جس سوتہ یعنی چشمے سے پانی آرہا تھا وہ بند ہو گیا لہٰذا اب کچھ دن مثنوی بند رہے گی کیوں کہ جب کنویں سے پانی میں مٹی آنے لگے تو سمجھ لو کہ سوتے سے پانی نہیں آرہا ہے، اب وہاں پانی بھرنا جائز نہیں۔ اس لیے مولانا نے فرمایا کہ ؎

سخت خاک آلودہ می آید سخن

میری گفتگو میں اب مٹی کے اثرات آرہے ہیں لہٰذا جب حق تعالیٰ دوبارہ سوتے سے پانی عطا فرمائیں گے تب دوبارہ مثنوی تم کو لکھواؤں گا لہٰذا کچھ عرصے بعد پھر جب جوش آیا، اور سوتہ دوبارہ جاری ہو گیا تب ارشاد فرمایا کہ اب قلم اُٹھالو اور لکھو ؎

میل می جوشد مرا سوئے مقال

مجھے مثنوی کہنے کا جوش ہو رہا ہے۔

تو یہ بتا رہا ہوں کہ اگر شیخ کا فیض لینا ہے تو جتنا قوی تعلق ہو گا اتنا ہی فیض ہوتا ہے۔

چاہے بیٹا ہی کیوں نہ ہو، اگر اس کا باپ صاحبِ نسبت اور ولی اللہ ہے اور صاحبِ دردِ دل ہے اس کو بھی فیض منتقل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو قوی تعلق اپنے باپ سے نہ ہو گا۔ یہاں وراثت نہیں چلتی ہے۔ یہ دردِ دل وہ چیز ہے جو وراثت میں نہیں ملتی۔ کتنے ولی اللہ کے گھر میں شیطان اور کتنے شیطان کے گھر میں ولی اللہ پیدا ہوئے۔

زادۂ آزر خلیل اللہ ہو

آزر بت پرست کا بیٹا ابراہیم خلیل اللہ بن رہا ہے۔

اور کنعاں نوح کا گمراہ ہو

اور نوح علیہ السلام کا بیٹا کافر ہو رہا ہے۔

اہلیہ لوط نبی ہو کافرہ

حضرت لوط علیہ السلام پیغمبر کی بیوی کافرہ تھی۔

زوجۂ فرعون ہووے طاہرہ

اور فرعون جیسے مردود کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاکیزہ اور صحابیہ تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی تھیں اور روح المعانی میں لکھا ہے کہ جنت میں ان کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا جائے گا۔

اِنَّ اٰسِیَةَ زَوْجَةَ فِرْعَوْنَ تَكُوْنُ زَوْجَةَ
نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ [۱]

حضرت آسیہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ بنیں گی۔ یہ ہے صبر۔ چند دن صبر کر لو پھر دیکھو کیا ملتا ہے۔ یہ غم مجاز نہیں ہے جس کے لیے غالب نے کہا تھا کہ ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

یہ شعر میں نے بدل دیا، یہ غم مجاز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا غم ہے جہاں ابتدا ہی میں خوشی ملتی ہے۔

[۱] روح المعانی: ۱۳۶/۲۵، الطور (۵۴)، دار احیاء التراث، بیروت

ابتدائے عشق ہے ہنستا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ملتا ہے کیا

مرنے کے بعد ولایت کا مِلنا ناممکن ہے

یہ اللہ کا راستہ ہے، کچھ دن خونِ آرزو کر کے دیکھو ظالمو! ایک دن خونِ آرزو کرنے کے قابل بھی نہ رہو گے۔ جب روح نکل جائے گی، نہ آرزو رہے گی نہ خون رہے گا۔ ارے جلدی اللہ پر فدا ہونے کی کوشش کرو، اپنا خون بہادو اور آرزوئے حرام کو کچل دو ورنہ خونِ آرزو بھی نہ رہے گا۔ جان نکلنے کے بعد کس ظالم میں خون ہو گا اور کون اپنی جان دے گا۔ اللہ تعالیٰ مردہ نہیں خریدتا وہ زندگی میں چاہتا ہے کہ میرے بن جاؤ، ورنہ کون ہے جو مرنے کے بعد گناہ کرے گا۔ ہے کوئی مردہ آدمی جو مرنے کے بعد گناہ کرے؟ مرنے کے بعد تو سب گناہ چھوڑ دیتے ہیں، کافر بھی کفر چھوڑ دیتا ہے مگر مرنے کے بعد ایک بھی کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔ زندگی میں جس حالت میں مرا ہے اسی حالت میں قیامت کے دن اُٹھایا جائے گا۔ اگر اللہ پر فدا ہو کر مرا تو ولی اللہ ہوتا ہے۔ یہاں مجبوری کا نام صبر نہیں ہے کہ مر گئے تو سب گناہ چھوٹ گئے۔ گناہ چھوٹنے سے ولی اللہ نہیں بنتا، گناہ چھوڑنے سے ولی بنتا ہے۔ کیا مردہ ولی اللہ ہو جائے گا؟ مردہ کبھی ولی اللہ ہو سکتا ہے؟ زندہ ولی اللہ ہوتا ہے جو اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ پر فدا کرتا ہے۔

دردِ محبت کی ناقدری پر تازیانۂ عبرت

میں اللہ تعالیٰ ہی سے فریاد کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ میری آہ کو بعض لوگ قدردانی سے نہیں دیکھتے۔ مجھے سب محسوس رہتا ہے مگر میں حق تعالیٰ سے فریاد کرتا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ حق تعالیٰ میری آہ کو اگر کراچی میں نہ سہی آفاقِ عالم کے مشرق مغرب شمال جنوب کہیں نہ کہیں سے کوئی قدرداں ضرور میرے پاس بھیجیں گے۔ یا مجھے اس کے پاس بھیجیں گے یا اس کو میرے پاس بھیجیں گے کیوں کہ میری آہ رائیگاں نہیں جائے گی۔ میں اللہ سے اُمید رکھتا ہوں۔

آہ جائے گی نہ میری رائیگاں
تجھ سے ہے فریاد اے ربِّ جہاں

اس لیے بتادیا کہ میں یہاں ایسے ہی نہیں بیٹھا ہوں۔ میں اپنی زندگی کے چند دن اللہ سے مانگ رہا ہوں کہ اے خدا! اختر کی زندگی کو صحت وعافیت کے ساتھ بڑھادیجیے اور جو دن باقی ہیں ان کے ایک ایک لمحہ کو آپ قیمتی بنادیجیے۔ جو آپ کی یاد میں جل بھن رہے ہوں، چاہے مشرق میں ہوں، چاہے مغرب میں ہوں، چاہے شمال میں ہوں، چاہے جنوب میں جو آپ کی تلاش میں بے قرار اور بے چین ہوں اور اختر کا بلڈ گروپ اور اختر کی روحانیت ان کے لیے مناسبت رکھتی ہو، آپ کے علم میں اختر ان کے لیے خیر ہو تو مجھے وہاں پہنچادیجیے یا ان کو یہاں پہنچادیجیے اور میری خدمات سے مجھ کو بھی اور میری اولاد کو بھی میرے احباب کو بھی نسبتِ اولیائے صدیقین کے اس آخری خط تک پہنچادیجیے جو ولایت کی منتہا ہے، آگے کسی ولایت کا ایک اعشاریہ باقی نہ ہو۔ اس مقام تک میں اللہ سے مانگتا ہوں۔

مرشد سے اشد محبت کی برکات اور اس کی دلیل

اس لیے کہتا ہوں کہ شارٹ کٹ راستے سے اگر ولی اللہ بننا ہے تو اپنے مرشد سے محبت کو شدید کرو اور اللہ تعالیٰ کی محبت بھی اشد کرو، اور اشد محبت کے لیے خانقاہوں میں جانا پڑتا ہے، اللہ والوں کی جوتیاں اُٹھانی پڑتی ہیں ورنہ کسی مسلمان سے پوچھ لو اللہ سے سب کو محبت شدید ہے لیکن ضرورت اشد محبت کی ہے۔ اس لیے مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر سن لو۔

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ[۵] جو ایمان لائے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اشد ہیں۔ یہ خالی تصوف نہیں ہے، قرآنِ پاک سے اس کی دلیل ہے۔ اسی اشد محبت کا صدقہ ہے کہ سرورِ عالم

۵؎ البقرۃ:۱۶۵

صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار اور کائنات کے سب سے پہلے مرید حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی صحابی نہیں ہوا۔ کیوں؟ ان کی وفاداری، ان کے ایثار، ان کی قربانی کے سبب کہ جان کو جان نہیں سمجھا، مال کو مال نہیں سمجھا۔ غارِ ثور میں جب اپنے کپڑے پھاڑ کر سب سوراخ بھر دیے تو ایک سوراخ رہ گیا، اس میں اپنا انگوٹھا لگا دیا کہ میرے نبی کو سانپ بچھو نہ کاٹے۔ اس انگوٹھے کو سانپ نے ڈس لیا اور تکلیف سے آپ کے آنسو بہنے لگے لیکن پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا نہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈس لیا ہے لیکن جب آنسو غیر اختیاری طور پر آپ کے چہرۂ مبارک پر گر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاگ اُٹھے اور فرمایا صدیق کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ آپ نے اپنا لعابِ دہن لگا دیا اور وہ زخم ٹھیک ہو گیا مگر انہوں نے جان کی بازی لگا دی۔ اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سانپ نہیں تھا، جنات میں سے تھا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے بے چین تھا۔ اس لیے کاٹا کہ انگوٹھا ہٹ جائے اور اسے زیارت نصیب ہو جائے۔ بہر حال جتنی جس کی قربانی اتنی خدا کی مہربانی۔ یہ اللہ کا راستہ ہے۔ اللہ نے مرد پیدا کیا ہے، اگر عورت بن کے مرے تو یاد رکھو اس پر بھی مقدمہ چلے گا کہ میں نے تم کو مرد پیدا کیا تھا۔ کھانے میں، پینے میں، ہر چیز میں تم جو اں مردی دکھاتے تھے، صرف میری راہ میں تم ہیجڑے اور بزدل بنے ہوئے تھے لہٰذا یاد رکھو کہ جتنی زیادہ مرشد کی محبت ہوتی ہے اور محبت بھی ہو اتباع کے ساتھ تب ساتھ رہنا مفید ہوتا ہے۔ بعض لوگ شیخ کے پاس آئے اور دس دن میں خلیفہ ہو گئے۔ پہلے ہی سے جلے بھنے تھے، خشک لکڑی جلدی جل جاتی ہے اور گیلی لکڑی شوں شاں کرتی رہتی ہے، جلتی نہیں۔ بعضے لوگ خشک لکڑی ہوتے ہیں اور بعض گیلی لکڑی ہوتے ہیں، اُن کو جلاتے رہو لیکن جل کے نہیں دیتے۔

طلبِ خلافت گمراہی ہے

اس لیے شیخ پر اعتراض مت کرو کہ سب کو خلافت دیتا ہے اور ہم کو نہیں دیتا۔ اوّل تو طلبِ خلافت خود گمراہی ہے۔ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلافت طلب کرنا شہوت کی ایک قسم ہے۔ اللہ سے اللہ ہی کو چاہو۔

از خدا غیر خدا را خواستن

خدا تعالیٰ سے غیر خدا کو مت مانگو۔ خلافت بھی غیر خدا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ چھپ کر رہنے میں، بے نام و نشان رہنے میں کیوں نانی مرتی ہے۔ کیوں چاہتے ہو کہ میرا نام مشہور ہو جائے، خود کو چھپا کے رہو، بس مالک راضی رہے۔ واللہ! کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی خوشی کے بعد کسی خوشی کا انتظار کرنا اس میں ملاوٹ ہے، ریاکاری ہے، حبِّ جاہ ہے، غیر اللہ ہے۔ سب سے بڑی نعمت اللہ کا خوش ہو جانا ہے۔ اس لیے خلیفہ پر بھی فرض ہے کہ غیر خلیفہ کو حقیر نہ سمجھے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ کا مخلص ہو۔ قیامت کے دن کتنے غیر خلیفہ خلفاء سے افضل ہو سکتے ہیں اپنے اعمال و تقویٰ کے عالی مقام کی برکت سے۔

کہاں تک ضبطِ بے تابی

بس یہ چند باتیں میں نے بتائیں کیوں کہ میں دردِ دل سے بہت ہی تڑپتا ہوا آیا ہوں اور بہت تیز چلا ہوں۔ شاید مولانا مظہر میاں نے بھی میری رفتار دیکھی ہو کہ ابّا کو کیا ہو گیا کہ بڑی تیزی سے جا رہے ہیں۔ میں نے اس لیے تیزی اختیار کی کہ مجھے کوئی روک نہ لے اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ میرے تیزی اور ذوق و شوق سے آنے کی تائید کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

سرنگونم ہیں رہا کن پائے من

اے دنیا والو! جلال الدین رومی جو شاہ خوارزم کا نواسہ ہے اور شمس الدین تبریزی کا غلام ہے اور اللہ کی محبت کا امام ہے، اپنا سر جھکا چکا ہے۔ اے دنیا والو! اب میرے پاؤں میں بیڑیاں اور زنجیریں مت ڈالو۔ خبر دار! اب میں اپنا سر جھکا چکا ہوں۔ جب جانور بندھے بندھے تنگ آ جاتا ہے اور رسی تڑوانا چاہتا ہے تو سر جھکا لیتا ہے پورا زور لگانے کے لیے، لہٰذا اب میرے پاؤں کو آزاد کر دو۔ اب میں تعلقات ماسوی اللہ کی زنجیروں کو برداشت نہیں کر سکتا۔

فہم کو در جملۂ اجزائے من

اب میرے دل و دماغ اور جملہ اعضائے بدن میں تمہاری دنیاوی باتوں کو سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ اب تم مجھے لاکھ ڈراؤ مگر میں نہیں ڈر سکتا۔

شانِ عاشقانِ خدا

دعوائے مرغابی کردہ ست جاں
کے ز طوفان بلا دارد فغاں

جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے دنیاوالو! جلال الدین رومی کی جان نے اللہ کے عشق و محبت کے سمندر میں مرغابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور مرغابی طوفانِ بلا سے کبھی نہیں ڈرتی، بلاؤں کے طوفانوں سے مرغابی کبھی آہ وفغاں نہیں کرتی۔ میں نے بمبئی کے سمندر میں اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ بیس فٹ بلند طوفان کی ایک موج آئی، ایک مرغابی وہیں بیٹھی ہوئی تھی۔ میں دل میں خوش ہو گیا کہ آج مثنوی مولانا روم کا شعر حل ہو جائے گا۔ وہ مرغابی طوفان کے ساتھ بیس فٹ اونچائی پر چلی گئی اور بیس فٹ سے جب وہ موجوں کے ساتھ ساتھ نیچے اُتری ہے تو اس کی استقامت میں ایک اعشاریہ کا فرق نہیں تھا۔ اسی طرح اللہ جب اپنا کرم کرتا ہے تو استقامت دیتا ہے۔ الحمدللہ! اللہ کے بھروسے پر کہتا ہوں کہ سلاطین عالم کے تخت و تاج اور سورج اور چاند کی روشنیاں اور لیلائے کائنات کے نمکیات اور دولت ان شاء اللہ تعالیٰ مجھے خرید نہیں سکتے سوائے حق تعالیٰ کی محبت کے اور ان کی محبت پر فدا ہونے کے۔ اور میں ان ہی کو اپنا سمجھتا ہوں جو میرے ذوق کے مطابق اللہ پر فدا ہونا سیکھتے ہیں، اور جو میرا ساتھ نہیں دیتے وہ ساتھ ہیں مگر میرے ساتھ نہیں ہیں۔

رہتے ہیں میرے ساتھ مگر ساتھ نہیں ہیں

سن لو یہ مصرع خود بخود ابھی بن گیا ہے، تازہ تازہ گرم جلیبی ہے۔

رہتے ہیں میرے ساتھ مگر ساتھ نہیں ہیں

میرے ساتھ وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر بِجَمِیْعِ اَعْضَاءِهٖ وَبِجَمِیْعِ اَجْزَاءِهٖ وَبِجَمِیْعِ کَمِیَّاتِهٖ وَبِجَمِیْعِ کَیْفِیَّاتِهٖ وَبِجَمِیْعِ اَنْفَاسِهٖ فدا ہیں۔ جس کی ہر سانس اللہ تعالیٰ پر ہر وقت فدا ہو رہی ہو اور ایک سانس بھی اللہ کو ناراض کر کے غضب اور قہر اور لعنتی زندگی گزارنے سے سچا اور پکا تائب ہو چکا ہو۔ اس لیے اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو ارادہ کر لو کہ اپنے

مولیٰ پر اور پیدا کرنے والے پر اور پالنے والے پر اور جس کے قبضے میں ہماری صحت اور ہماری بیماری، جس کے قبضہ میں ہماری غریبی اور مال داری، جس کے قبضے میں ہماری عزت اور ذلت اور جس کے قبضے میں ہماری مغفرت اور جنت اور جہنم ہے ایسی طاقت والی ذات پر، ایسے ارحم الراحمین پر ہر سانس فدا کرنے کے لیے جان کی بازی لگاؤ تب رہو ورنہ اور خانقاہیں بھی موجود ہیں، ہم آپ کو منع نہیں کرتے اور خوشامد بھی نہیں کرتے کہ یہاں آؤ، جس کو اللہ پر جان دینا ہو وہ میرا ساتھ دے۔ شاہ سید احمد شہید نے یہی اعلان کیا تھا کہ جس کو میرے ساتھ بالاکوٹ چل کر خدا تعالیٰ پر جان دینا ہو وہ میرے قافلے میں آجائے۔

دعوائے مرغابی کردہ ست جاں
کے ز طوفان بلا دارد فغاں

اب اختر کی جان نے بھی مرغابی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے، اب آہ وفغاں سے نہ مجھ کو ڈر ہے اور نہ مجھے کوئی پکڑ سکتا ہے۔ میں جہاں چاہوں گا وہاں رہوں گا، جہاں دل چاہے گا وہاں جاؤں گا، میرے پیر میں ان شاء اللہ! کوئی زنجیر ڈالنے والا نہیں ہے، میرے ذمہ جو حقوق تھے سب ادا کر چکا۔ ایک بیٹا، ایک بیٹی اللہ تعالیٰ نے دیے، ان کی شادیاں ہوگئیں، میری ذمہ داری شرعی ختم۔ ایک بیوی تھی وہ قبرستان میں جاکر سوگئی۔ اب اس کے حقوق بھی میرے ذمہ نہیں رہے۔ اب صرف اللہ تعالیٰ ہی کے حقوق میرے ذمہ ہیں، وہ مالک اپنے کرم اور اپنی رحمت سے مجھے توفیق دے کہ اختر اللہ پر جان دینے کا حوصلہ پاجائے۔ مجھے ایک جماعت، ایک قافلہ عاشقوں کا چاہیے جو میرے ساتھ سارے عالَم میں پھریں اور اللہ تعالیٰ پر جان دینا سیکھیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہ سلاطین کے تخت و تاج سے زیادہ مزہ پائیں گے۔ لیلائے کائنات کے نمکیات سے زیادہ مزہ پائیں گے۔ سورج و چاند کی روشنی سے زیادہ مزہ پائیں گے۔ پاپڑ بریانی، پلاؤ اور سموسوں سے زیادہ مزہ پائیں گے۔ ان کی لذتِ باطن کے مقابلے میں ان شاء اللہ! کوئی چیز مثل نہیں ہوسکتی کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل ہے، جب دل میں وہ مولیٰ آتا ہے جو بے مثل ہے جس کا کوئی ہمسر نہیں ہے وہ دل ان شاء اللہ! دونوں جہاں سے بڑھ کر مست رہے گا اور دوسروں کو بھی مست کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور واللہ کہتا ہوں کہ اللہ پر مرنے والا

کبھی گھاٹے میں نہیں رہے گا۔ دنیا پر مرنے والے، لیلاؤں پر مرنے والے، معشوقوں پر مرنے والے گھاٹے میں جاسکتے ہیں لیکن مولیٰ پر مرنے والے کا دونوں جہاں میں خود اللہ تعالیٰ کفیل اور اس کو سنبھالنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

❀❀❀❀

زندگی کردو فدا مالک کے نام

جو بھی ہوگا ساقی مے کا غلام
رہ نہیں سکتا وہ ہرگز تشنہ کام
ایک دن عاشق کی سعی نا تمام
لطف سے مالک کے ہوگی خوش مرام
نازِ تقویٰ کب ہے عاشق کا مقام
وہ ندامت سے ہے ہردم شاد کام
جس کی قسمت میں ہے جنت کا مقام
راہِ سنت کا ہے اس کو اہتمام
جو نہیں کرتا بڑوں کا احترام
اس کا ذلت سے لیا جاتا ہے نام
لے بُرائی سے جو اہل اللہ کا نام
اس سے کہہ دو چپ ہو ظالم بے لگام

❀❀❀❀

اُمورِ عشرہ برائے اصلاحِ معاشرہ

از محی السنۃ حضرتِ اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاء اللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا۔ اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بدنگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاقِ ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص وطمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قرأت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقے کو سیکھنا۔ نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ مسنون طریقے پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلامِ پاک کے حُسن و جمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعدِ اخفاء واظہار، معروف و مجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات و معاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت و پریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں۔ نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر و ثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب و روز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ مؤکدہ، سُنتِ غیر مؤکدہ، مستحب و مباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر و شرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❀❀❀❀

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہٗ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرالوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بد پرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

یوں تو ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اسی لیے تو وہ مسلمان ہے ورنہ کسی اور مذہب کا ہوتا، لیکن اس محبت کو شدید اور شدید سے اشد بنانے کے لیے خانقاہوں میں جانے کی ضرورت ہے جہاں شریعت وسنت کے پابند سچے اللہ والوں کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے آہستہ آہستہ قلب کی صفائی ہونے لگتی ہے، گناہوں کے اندھیروں پر اللہ کا نور غالب ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ شخص بھی صاحب نور ہو کر اللہ والا بن جاتا ہے۔

شیخ العرب والعجم مجدد زمانہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ اشد محبت کی بنیاد'' دین کے احکامات میں شیخ کی پیروی نہ کرنے والوں کے لیے مشعل ہدایت ہے۔ اس وعظ میں حضرت والا نے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اشد محبت شیخ کے ساتھ اشد محبت کیے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

www.khanqah.org

AW043